''سب رس'' کا تجزیاتی مطالعہ

''سب رس'' کو اردو کی پہلی نثری داستان ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس کے خالق ملا وجہی، نے اپنے زورِ بیان کا طلسم طاری کر دیا ہے۔ لیکن یہ قصہ کیا وجہی کے ذہن کی پیداوار ہے؟ یہ سوال 'سب رس' کا مطالعہ کرنے والے ہر طالب علم کے ذہن میں اٹھتا ہے۔ ملا وجہی نے اس کی صراحت نہیں کی ہے۔ لیکن ہمارے بعض محققین اور اکابرین ادب نے اپنی تحقیق میں ثابت کیا ہے کہ ''سب رس'' کا قصہ ملا وجہی کا طبع زاد نہیں ہے بلکہ فارسی کے معروف شاعر و ادیب محمد یحیی بن سیبک فتاحی نیشاپوری کی ایک نہیں تین تین کتب، مثنوی دستور عشاق (1436ء) قصہ حسن و دل (جو دستور عشاق کا نثری روپ ہے) اور تیسری شبستانِ خیال (منظوم) سے ماخذ ہے۔ اب یہاں ایک اختلاف ہے۔ مولوی عبدالحق کا خیال ہے کہ وجہی کے سامنے قصہ حسن و دل ہی تھا۔ انہوں نے دستور عشاق' پر نظر نہیں ڈالی ہے۔ یہی سبب ہے کہ 'دستور عشاق' میں بعض ایسے امور و افعال ہیں جن کا ''سب رس'' میں گذر بھی نہیں۔ اس کے برعکس عزیز احمد کا خیال یوں ہے کہ وجہی نے دستور عشاق دیکھی ہوگی ورنہ ''سب رس'' جیسی طویل داستان کا وجود ممکن نہیں تھا اور ڈاکٹر منظر اعظمی کا ماننا تو یہ ہے کہ قصہ میں طوالت تو ہے ہی کہاں؟ یہ طوالت تو ملا وجہی کے بیان میں موجود پند و نصائح کی طوالت ہے۔

بہر حال اتنا تو طے ہے کہ ''سب رس'' طبع زاد تخلیق نہیں ہے بلکہ فتاحی کی کسی کتاب سے ماخوذ ہے۔ زیادہ گمان بلکہ یقین کی حد تک گمان ہے کہ قصہ 'حسن و دل' سے ماخوذ ہے۔

''سب رس'' پر تنقیدی نگاہ ڈالنے سے قبل ضروری ہے کہ اس کی تلخیص پر نظر ڈالیں:

تلخیص

ملک سیستان میں عقل نام کا ایک بادشاہ تھا۔ اس کی حکومت میں ہر طرف امن و آشتی، سکون، خوشحالی اور خوشیاں ہی خوشیاں تھیں، رنج و غم کا کہیں نام و نشان بھی نہیں تھا۔ بادشاہ کے بیٹے کا نام دل تھا جو ہمت والا اور دلدار تھا۔ ایک دفعہ شہزادے کے دوست ندیم نے اسے آب حیات کے بارے میں بتایا اور اس کے بے شمار اوصاف گنائے، کہ پینے سے انسان کو حیات جاوداں حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ سب سن کر دل، آب حیات کے لیے مضطرب ہو جاتا ہے اور اس کی تلاش کے لیے اپنے ایک جاسوس نظر کو آب حیات کی تلاش کی ذمہ داری دیتا ہے۔ نظر اپنی تیز طراری اور جاسوسی سے پتہ لگا لیتا ہے کہ شہر دیدار کے باغ رخسار میں آب حیات کا چشمہ ہے۔ اسے یہ بھی پتہ چل جاتا ہے کہ شہر دیدار پر 'عشق' نامی بادشاہ کی حکومت ہے۔ نظر، آب حیات، تلاش کرتا کرتا عافیت نامی شہر میں جا پہنچتا ہے جس کا بادشاہ 'ناموس' ہے۔ ناموس نظر کو آب حیات کے تعلق سے تاکید و تنبیہ کرتا ہے کہ بے شمار لوگ اپنی جان اسی چکر میں گنوا بیٹھے ہیں۔ لیکن ناموس کی باتوں کی پرواہ کیے بغیر نظر سفر پر نکل جاتا ہے۔ زہد پہاڑ پر پہنچتا ہے جہاں اسے رزق، ایک عمر دراز شخص ملتا ہے۔ رزق بھی نظر کو سمجھانے اور اس جوکھم بھرے کام سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے مگر نظر اس کی باتیں غور سے سننے اور سمجھنے کے بعد کچھ احتیاط کے ساتھ سفر پر نکل پڑتا ہے۔ کچھ دور اور دیر بعد جنگل میں اسے ایک ہدایت نامی قلعہ ملتا ہے جس کا بادشاہ ہمت ہے۔ نظر ہمت کے ساتھ کئی دن گذارتا ہے۔ ہمت اسے آب حیات کا خیال دل سے نکال دینے کا مشورہ دیتا ہے۔ مگر نظر ہمت سے مدد مانگتا ہے۔ نظر کے ارادوں اور جوش کو دیکھ کر ہمت خوش ہوتا ہے اور نظر کو مشرق کے بادشاہ عشق کا قصہ سناتا ہے۔ عشق کی ایک خوبصورت بیٹی حسن ہے اور دیدار نامی شہر میں رہتی ہے۔ اس کی متعدد سہیلیاں ہیں۔ وہیں رخسار نامی باغ میں چشمہ آب حیات ہے۔ مگر شہر دیدار تک رسائی ایک مرحلہ ہے۔ دیدار کے راستے میں سگسار نام کا شہر ہے جس کا محافظ 'رقیب' ہے۔ وہ کسی کو اس تک پہنچنے نہیں دیتا۔ نظر ہمت سے رخصت اور ہدایت لے کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔ جب وہ سگسار شہر میں پہنچتا ہے تو رقیب کے آدمی

Scanned by TapScanner

اسے پکڑ لیتے ہیں اور اس کے روبرو پیش کرتے ہیں۔ نظر عقل سے کام لے کر خود کو حکیم بتاتا ہے کہ میں مٹی کو ہاتھ لگا کر سونا کر سکتا ہوں۔ رقیب لالچ میں آ جاتا ہے اور اسے سونا بنانے کا حکم دیتا ہے۔ نظر رقیب سے کہتا ہے کہ اسے سونا بنانے کے لیے کچھ دواؤں کی ضرورت ہے جو رخسار باغ میں مل سکتی ہیں۔ رخسار میں نظر کی ملاقات قامت سے ہوتی ہے۔ ہمت کا خط پڑھنے کے بعد قامت اپنے نوکر نسیم ساقی کی مدد سے نظر کو رقیب کی نظروں سے غائب کرا دیتا ہے رقیب نظر کو نہ پا کر واپس ہو جاتا ہے۔ نظر شہر دیدار کی سیر کرتا ہے اور شہزادی حسن کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ حسن کے ساتھ اس کی ایک کنیز لٹ ہے۔ وہ نظر سے آنے کا سبب پوچھتی ہے وہ سب حال بتا دیتا ہے۔ اور مدد کے لیے کہتا ہے۔ خادموں میں نظر کا بھائی غمزہ بھی ہے جو نظر کی ملاقات حسن سے کراتا ہے۔ باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ نظر جواہرات کا پارکھ ہے تو حسن شہزادی اپنا ایک انمول ہیرا، اسے دکھاتی ہے۔ ہیرے میں دل کی تصویر موجود ہے۔ نظر اسے بتاتا ہے کہ یہ دل بادشاہ ہے۔ حسن دل پر عاشق ہو جاتی ہے ملاقات کے لیے بے چین ہو جاتا ہے۔ نظر کہتا ہے کہ اس کا آنا مشکل ہے۔ لیکن آب حیات کا پتہ بتا دو تو وہ آ سکتا ہے۔ حسن راضی ہو جاتی ہے اور ایک انگوٹھی پیش کرتی ہے جس کے منہ میں رکھنے سے انسان غائب ہو جاتا ہے۔

نظر آب حیات لے کر دل کے پاس واپس آتا ہے اور روداد سفر بیان کرتا ہے اور حسن کی تصویر دکھاتا ہے۔ دل تصویر دیکھ کر عاشق ہو جاتا ہے۔ ملنے کے لیے مضطرب ہو جاتا ہے اور شہر دیدار کا ارادہ کرتا ہے، دوسری طرف عقل کا وزیر وہم بادشاہ کو آگاہ کر دیتا ہے تو بادشاہ اپنے بیٹے دل پر پابندی لگا دیتا ہے مگر نظر حسن کی دی ہوئی انگوٹھی کی مدد سے قلعہ سے باہر آ جاتا ہے۔

نظر شہر دیدار پہنچ کر آب حیات پینا چاہتا ہے کہ اسی وقت منہ سے انگوٹھی گر جاتی ہے اور وہ نظر آنے لگتا ہے۔ لہٰذا اسے گرفتار کر کے قید کر لیا جاتا ہے۔ قید میں لٹ کے دیے ہوئے بال جلانے پر، لٹ حاضر ہو جاتی ہے اور اسے چھڑاتی ہے نظر حسن سے مل سب حال کہہ سناتا ہے۔ شہزادی کو، دل کے نہ آنے کی بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ وہ غمزہ کے ساتھ دوبارہ بھیجتی ہے۔

ادھر بادشاہ عقل نے پر دل پر مزید سخت پہرہ لگا دیا ہے۔ جہد اور توبہ کو بھی نگہبانی کا حکم دیا۔ توبہ، نظر اور غمزہ کو گھیر لیتے ہیں مگر دونوں قلندروں کا بھیس بدل کر بادشاہ ناموس سے ملتے ہیں پھر شہر تن کی طرف نکلتے ہیں۔ غمزہ فوج پر دعائے سیفی پڑھتا ہے جس سے سب ہرن ہو جاتے ہیں۔ عقل گھبرا کر دل کو آزاد کرتا ہے۔ دل اپنی فوج لے کر آگے بڑھتا ہے۔ راستے میں ہرنوں کو دیکھ کر جنگل میں کھو جاتا ہے۔ عقل اور دل ہرنوں کا تعاقب کرتے ہوئے شہر دیدار پہنچتے ہیں۔ عشق بادشاہ کو خبر ملتی ہے۔ تو وہ بھی تیار ہو جاتا ہے، جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ دل زخمی اور بے ہوش ہو کر حسن کے قبضے میں آ جاتا ہے۔ عقل فرار ہو جاتا ہے۔ ہوش آنے پر حسن دل سے شادی کی پیش کش کرتی ہے۔ لیکن دائی ناز، بادشاہ کو خبر کرنے کو کہتی ہے۔ بادشاہ خبر پاتے ہی دل کو چاہ ذقن میں ڈلوا دیتا ہے۔ جہاں آب حیات کا چشمہ بھی ہے۔ حسن اور دل کی ملاقاتیں پیار محبت میں بدل جاتی ہے۔

حسن کے ساتھ رقیب کی بیٹی غیر بھی رہتی ہے جو بہت خوبصورت ہے۔ وہ حسن کا بھیس بدل کر دل کے ساتھ وصال کی پینگیں بڑھاتی ہے۔ حسن دیکھ لیتی ہے اور مارے حسد کے دل کو ہجر انام کے قید خانے میں قید کر لیتی ہے۔ دل کی تکلیف سے غیر اور دل دونوں شرمندہ ہوتے ہیں اور حسن کو خط لکھ کر صفائی پیش کرتے ہیں۔

دوسری جانب عقل قامت سے دل کا حال معلوم کرتا ہے، قامت سمجھتا ہے کہ عشق سے صلح بہتر ہے۔ قامت کی بات ہمت کو پسند آتی ہے۔ وہ عشق سے ملاقات کرتا ہے اور متعدد کہانیاں سناتا ہے۔ وہ خوش ہو کر ارادہ کرتا ہے کہ عقل کو وزیر بنائے گا۔ حسن اور دل کی شادی ہو جاتی ہے۔ دونوں خوش وخرم اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ ایک دن دل نظر اور ہمت شراب کے نشے میں باغ کی سیر کو آتے ہیں۔ وہاں آب حیات کے چشمے کے پاس ایک بزرگ دکھائی دیتے ہیں۔ جو خضر علیہ السلام ہیں۔ دل ان کی قدم بوسی کرتا ہے۔ خضر علیہ السلام اسے دعائیں دیتے ہیں اور متعدد اسرار حیات فاش کرتے ہیں۔ دل اور حسن ہنسی خوشی زندگی گذارنے لگتے ہیں۔ اولادیں بھی ہوتی ہیں۔ اختتام میں مصنف کہتا ہے کہ ان کا سب سے بڑا اپنا یہ کتاب ہے جس کا ہر باب مکمل اور مستند ہے۔

آپ نے دیکھا کہ یہ داستان تقریباً پانچ سو سال پرانی ہے جس میں زندگی کے

عناصر بھرے پڑے ہیں۔ مجھے یہاں ان ناقدین سے سخت اختلاف ہے جو داستان کو غیر حقیقی قرار دیتے ہوئے زندگی کے عناصر سے خالی بتاتے ہیں۔ میرا اعتراض ہے کہ فکشن کی کسی صنف میں صد فی صد زندگی یا حقیقت نہیں ہوتی۔ صد فی صد حقیقت سے، اخبار کی خبر بن سکتی ہے، فکشن نہیں، فکشن تو کسی واقعے کا ایسا بیان ہے، جو حقیقت کو تصور اور افسانے میں گوندھ کر اس طور پیش کرتا ہے کہ وہ حقیقت سے بھی زیادہ حقیقی لگتا ہے۔ یہ بات اردو کی ہر صنف پر لاگو ہوتی ہے۔ داستان میں بھی یہ سب اسی طرح ہیں۔ مثلاً کہیں حقیقت زیادہ تو فسانہ طرازی کم، کہیں تصور میں کچھ تو صفحے تک آتے آتے کچھ کا کچھ۔ دیگر اصناف خصوصاً ناول کے مقابلے داستان میں حقیقت کا معاملہ کیا ہے؟ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ کہانی یا قصے کا بیان، فسانہ طرازی کے بغیر ادھورا ہے۔ ہاں یہ بھی درست ہے کہ ناول کے مقابلے داستان میں حقیقت یا زندگی کا گذر کچھ کم ہے۔ داستانوں میں حقائق کا تناسب، گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ لیکن اسے سراسر، حقائق سے پرے کہنا، غلط رویہ ہے۔ میری نظر میں داستانیں ہمارے افسانوی ادب کی اساس ہیں۔ داستانیں اپنے جلو میں بہت سے حقائق رکھتی ہیں۔ یہ بھی تسلیم کہ داستانوں میں مافوق الفطرت عناصر بھی پائے جاتے ہیں لیکن یہ کہہ دینا کہ داستانیں غیر حقیقی ہوتی ہیں، غلط ہے۔ دراصل داستانیں ہمارے لوک ادب کا حصہ ہیں۔ ایسا حصہ جو بنیاد کا پتھر ہو۔ داستانیں، ناول، ناولٹ، افسانہ، افسانچہ وغیرہ اصناف کی بنیاد گذار ہیں۔

داستان گو اور داستان نگار کے سامنے داستان لکھنے کا واحد مقصد عوام کے لیے دلچسپی اور تفریح فراہم کرنا تھا۔ وہ نہ ادب پارے تخلیق کر رہے تھے اور نہ Professional کوئی تحریر لکھ رہے تھے۔ یہی باعث ہے کہ وہ داستانوں میں ایسے عناصر استعمال کرتے تھے جن سے قصے میں حیرت اور تجسس میں اضافہ ہو، تاکہ سامع اور قاری میں دلچسپی پیدا ہو اور اس کا فطری لگاؤ اور جڑاؤ داستان سے ہوتا جائے۔ اس سلسلے میں سید وقار عظیم لکھتے ہیں:

> ''ان چھوٹی بڑی داستانوں میں دلچسپی پیدا کرنے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ قصے کو جہاں تک ممکن ہو طول دیا جائے تاکہ پڑھنے والا زیادہ سے زیادہ عرصے تک حقیقت کی دنیا کو بھول کر رومان اور تخیل کی دنیا کی سیر کر سکے۔ کہانی کو طویل بنانے

> کے لیے ہمارے داستان نویسوں نے عموماً یہ انداز اختیار کیا ہے کہ وہ اصل قصے کے ساتھ ضمنی قصے بڑھا کر پڑھنے والے کی توجہ اور انہماک کے لیے نئی نئی راہیں نکالتے رہتے ہیں۔ باغ و بہار جیسی متوازن اور فسانۂ عجائب جیسی ادبی داستان میں بھی یہ خصوصیت موجود ہے اور سنگھاسن بتیسی، بیتال پچیسی اور طوطا کہانی جیسی کہانی نما داستانوں میں بھی ایک کہانی سے دوسری کہانی پیدا ہوتی ہے۔ آرائش محفل، بوستان خیال اور طلسم ہوش ربا اور داستان امیر حمزہ کی تو یہ یوں بھی امتیازی خصوصیت ہے۔''
>
> [داستان سے افسانے تک، سید وقار عظیم، ص10]

اس اقتباس کی روشنی میں جب ہم ''سب رس'' کا مطالعہ کرتے ہیں تو پاتے ہیں کہ ملا وجہی نے داستان میں دلچسپی اور تفریح کے لیے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی 'سب رس' یوں بھی تمثیلی داستان ہے اور تمثیلی داستانوں کے کرداروں کے اسما بھی اپنی خوبی، وصف اور اعمال کے مطابق ہوا کرتے ہیں۔ سب رس میں بھی داستان کا ہیرو، جو عاشق بھی ہے کا نام 'دل' ہے اور ہیروئین جو بہت حسین وجمیل ہے اور 'دل' جس سے پیار بھی کرتا ہے کا نام 'حسن' ہے۔ داستان کے دیگر کرداروں اور مقامات کے نام بھی کم دلچسپ نہیں۔ اس بات سے قاری کے اندر مزید دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے۔ بادشاہ کا نام عقل، اس کے بیٹے یعنی شہزادے، یعنی داستان کے ہیرو کا نام 'دل' ہے جسے جوان ہونے کے بعد 'تن' نامی علاقے کی بادشاہت ملتی ہے۔ دل کا ایک پرانا دوست ندیم ہے۔ دل کا جاسوس 'نظر' ہے۔ جو آب حیات کی تلاش میں، شہر 'عافیت' کے بادشاہ 'ناموس' کے پاس جاتا ہے۔ ہدایت قلعے کے بادشاہ 'ہمت' نے نظر کو بتایا کہ مشرق کے ایک ملک کے بادشاہ 'عشق' کی بیٹی 'حسن' کے شہر دیدار میں' ایک باغ 'رخسار' نام کا ہے۔ جس میں 'دہن' نام کا چشمہ ہے۔ جس کا پانی دراصل 'آب حیات' ہے۔ لیکن اس کے راستے میں شہر 'سبک سار' کا محافظ ''رقیب'' ہے۔ 'حسن' کی سہیلی کا نام 'لٹ' اور غلام کا خیال' ہے۔ بادشاہ 'عقل' کے دست راست 'جھد' کے بیٹے کا نام 'توبہ' ہے۔ رقیب کی بیٹی کا نام 'غیر' ہے۔ اس پورے قصے میں تقریباً 18-20 کردار ہیں جن میں کسی کا رول چھوٹا ہے تو کسی کا بڑا۔ ناموں اور ان کے کاموں میں بڑی مناسبت ہے۔ مثلاً دل اور حسن، عاشق و معشوق ہیں، عشق کی بیٹی حسن ہے جو بلا کی حسین

ہے۔ دوسری طرف 'دل' عقل کا بیٹا ہے جو دلدار بھی ہے اور عقلمند بھی۔ رقیب، جس کا کردار رقیبانہ صفت کا حامل ہے، اس کی بیٹی 'غیر' ہے جو اپنے جادو کے اثر سے 'حسن' کا بھیس بدل کر 'دل' کی قربت حاصل کرتی ہے۔، جسے حسن دیکھ لیتی ہے۔ یعنی 'غیر' کا کردار 'وہ' کے مصداق ہے۔ کرداروں کے اسمار اور ان کے افعال و اعمال کی مناسبت سامع اور قاری کو بہت پسند آتی ہے۔ یہ ملا وجہی کے خلاقانہ ذہن کی اڑان ہے جو انہیں اہم داستان گو ثابت کرتی ہے۔ سارے قصے میں آج کی فلمی اسٹائل کی کہانی ہے جس میں ہیرو ہے، ہیروئین ہے۔ مخالف زمانہ ہے۔ ولن بھی موجود ہے، دونوں کے پیار میں تیسرا بھی ہے۔ کہانی پھیلتی ہے اور پھر اپنے اختتام پر پہنچ کر سمٹ جاتی ہے کہ زمانے اور ولن (رقیب اور اس کی بیٹی غیر) کی کاوشوں کے باوجود ہیرو دل اور ہیروئین 'حسن' ایک ہو جاتے ہیں۔ کہانی ختم ہو جاتی ہے۔ ایسا لگتا ہے یہ قصہ چار پانچ صدی قبل کا نہیں بلکہ بیسویں صدی کے نصف آخر کی کسی فلم کی کہانی ہے۔ بہر حال اتنی قدیم داستان وہ بھی ملا وجہی کی طبع زاد نہ ہو، تو اس سے بہت امیدیں درست نہیں۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ یہ داستان کئی معنوں میں، اردو داستان کی روایت میں میل کا پتھر ہے۔

1۔ اردو میں اس کی اولیت پر کسی کو شک نہیں اور اسے اردو کی پہلی داستان اور ملا وجہی کو پہلا داستان نویس تسلیم کیا جاتا ہے۔

2۔ 'سب رس' اپنے تمثیلی کردار کی حیثیت سے بھی تمثیلی داستانوں کا نقطۂ آغاز ہے اور پہلی داستان ہونے کے باوجود اسمار کا انتخاب ان کے اعمال و افعال کے تعلق سے بے نظیر ہے۔

3۔ داستان کا اسلوب ایسا ہے کہ پڑھنے کے اعتبار سے فارسی زدہ ہے جو قرأت کے معاملے میں ترسیل میں کچھ حد تک مانع ہے جب کی سنانے کے معاملے میں ترسیل کافی صد بے حد کم ہو جاتا ہے۔ فارسی کا زیادہ استعمال، ثقیل اور دقیق اردو زبان، محاورے اور ضرب الامثال نے داستان کو ایک خاص طبقے تک محدود رکھا ہے اور اسے زبانی داستانوں جیسی مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔

4۔ قرآنی آیات، ملفوظات، احادیث وغیرہ کا استعمال داستان کو ایک الگ رنگ عطا

کرتا ہے۔

5۔ ملا وجہی کے قلم کا کمال یہ ہے کہ وہ بات سے بات نکالنے اور قصے کو ہنر مندی سے آگے بڑھانے میں ماہر ہیں۔ اسی باعث داستان میں زبان کی ثقالت کے باوجود دلچسپی کے عناصر صرف پیدا ہی نہیں ہوتے بلکہ قائم بھی رہتے ہیں اور کبھی کبھی قاری، قاری نہ رہ کر سامع بن جاتا ہے

●●●